ایک حدیث

ملکیّتِ زمین

ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے (بدیع السّمٰوات والارض) ۔ اس لیے کائنات کا مولا اور مالک بھی وہی ہے (لہ ملک السّمٰوات والارض)۔ انسان کی حیثیت اس کائنات میں یہ ہے کہ وہ کائنات میں داخل ہے اور ساری کائنات سے افضل و اشرف ہے اس لیے وہ ساری کائنات سے مناسب تعمیری فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ گویا اسے حق ملکیت تو نہیں البتہ حق تصرف حاصل ہے مگر عدل کے ساتھ۔

اس زمین پر انسان صرف رہتا ہی نہیں بلکہ اپنی زندگی کی ساری ضروریات زمین ہی سے حاصل کرتا ہے اس لیے اسلام نے زمین کے متعلق تمام بنیادی احکام دے دیئے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ عمومی حقیقت بتا دی ہے کہ زمین کسی خاص فرد یا قوم کے لیے نہیں بلکہ سارے انسانوں کے لیے ہے تاکہ وہ اس سے فائدہ حاصل کریں۔ والارض وضعھا للانام (خدا نے زمین کو ساری مخلوق کے فائدے کے لیے بنایا ہے)۔ نیز یہ بھی ارشاد ہوا کہ ولکم فی الارض مستقر ومتاعٌ الیٰ حین (زمین میں تم سبھوں کے لیے ایک محدود وقت تک کے لیے ٹھکانا اور فائدہ اٹھانے کا سامان ہے)۔

زمین سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ اسے آباد بھی کیا جائے اور اسے "زندہ" بھی رکھا جائے۔ زمین کو مردہ رکھ چھوڑنے کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ جتنا اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا تھا اس سے لوگ محروم رہیں؟ یہی وجہ ہے کہ احیائے زمین کی بار بار ترغیب دی گئی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

ما من مسلم یغرس غرسا او یزرع زرعا فیاکل منہ طیر او انسان او بھیمۃ الا کان لہ بہ صدقۃ۔ (رواہ الشیخان والترمذی عن ابی ھریرۃ)

اگر کوئی مسلمان درخت لگائے یا کھیت اُگائے اور اس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا چوپایہ کچھ کھالے تو یہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

یہ حدیث بڑی غور طلب ہے۔ انسان جب کوئی کام کرتا ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ نقصان بھی ہو ہی جاتا ہے۔ مردانِ کار ان نقصانات کے تاریک پہلو پر نظر نہیں رکھتے بلکہ جو فائدہ مجموعی طور پر حاصل ہوا اسی کو فائدہ سمجھ کر اپنا کام کئے جاتے ہیں اور قنوطی شخص زیادہ تر نقصان کو دیکھتا ہے اور بسا اوقات اس معمولی نقصان سے بچنے کے لیے بڑے کام کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر تمہاری محنت کے ثمرے سے کچھ دوسرے انسان یا چوپائے یا پرندے بھی

فائدہ اٹھالیتے ہیں تو اس سے مایوسی نہ ہونی چاہیئے بلکہ خوش ہونا چاہیئے کہ صدقہ ادا ہوگیا کیونکہ ثمرۂ محنت کے مستحق تنہا تم یا تمہارے مخصوص افراد ہی نہیں۔ کچھ اور مخلوقات (الانام) بھی ہیں۔

یہ معاشرے یا ریاست کا کام ہے کہ ہر فرد یا خاندان کو اس کی ضرورت کے مطابق زمین کا ایک حصہ انتظام و انصرام کے لیے اس کے سپرد کرے۔ اگر کچھ لوگ ایسے ہوں کہ جن کے پاس ضرورت سے بہت زیادہ زمین ہو اور وہ اسے آباد نہ کرتے ہوں یا اگر آباد کریں تو اس سے احتکار (ذخیرہ اندوزی) کرتے ہوں یا از قبیل دوسرے ناجائز فائدے اٹھاتے ہوں جس سے افراد معاشرہ کا نقصان ہو رہا ہو تو ایسی تمام صورتوں میں ریاست کو یہ حق ہے کہ وہ ایسی زمین کو یا اس کے مناسب حصے کو ضبط کر کے دوسرے مستحقین کے انتظام و تصرف میں دیدے۔ چنانچہ ایک روایت میں ارشاد نبوی یوں ہے کہ:

من احیی ارضا قد عجز صاحبھا عنھا و ترکھا بمھلکۃ فھی لہٗ (رواہ رزین عن سعید بن زید) — جس زمین کا مالک (متصرف) اسے آباد کرنے سے عاجز ہو اور اسے برباد حالت میں چھوڑ دے تو یہ اس کی ہو جائے گی جو اسے زندہ کرے۔

ظاہر ہے کہ زمین کو مردہ حالت میں چھوڑ دینے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اس سے جتنا فائدہ حاصل کیا جا سکتا تھا اس سے مخلوق محروم رہے گی اور یہ ایک نقصان ہی ہے۔ لہٰذا اگر زمین کو زندہ کرنے کے باوجود اسے احتکار وغیرہ کا ناجائز فائدہ اٹھایا جائے تو زمین کو بے آباد رکھنے کے نقصان سے کسی طرح کم نہیں اس لیے ایسی زمین بھی اسی مستحق کو دیدینی چاہیئے جو اسے جائز طریقے سے آباد کرے۔ اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی اس سے استفادے کا موقع دے۔

اس موقع پر ایک نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضورؐ نے پوری زمین کو مسجد قرار دیا ہے۔ فرمایا:

جعلت لی الارض طھورا و مسجدا — میرے لیے ساری زمین مطہر اور مسجد بنائی گئی ہے۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ دراصل ساری زمین کو مسجد کی حیثیت حاصل ہونی چاہیئے۔ مسجد معاشرے کے لیے ایک تربیتی مرکز ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جن باتوں کی تعلیم مسجد میں ہوتی ہے ان کو مسجد کی چہار دیواری میں محصور نہ سمجھ لیا جائے۔ بلکہ اس سے باہر سارے معاشرے کی پوری زندگی پر پھیلا دیا جائے۔ اگر اس میں اطاعت امام، صف بندی، مساوات، تنظیم، احساس جوابدہی، ایک پکار (اذان) پر جمع ہو جانے وغیرہ کی تربیت ہوتی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان تعلیمات کا مظاہرہ چند منٹ کے لیے صرف مسجد میں ہو جایا کرے اور باہر آکر یہ ساری باتیں ختم کر دی جائیں، بلکہ اس سے غرض یہی ہے کہ یہ ساری تعلیمات پوری زندگی پر پھیل جائیں۔

مسجد کسی کی ذاتی ملک نہیں ہوتی پس ساری زمین کو مسجد قرار دینے کا بھی یہی مطلب ہے کہ معاشرے سے زمین کی انفرادی ملکیت کا تصور ختم کر کے اسے عام فائدے کے لیے کھلا رکھا جائے۔ یعنی جو اسے ناجائز مقصد کے لیے رکھے یا اسے بے آباد کئے رہے اسے یا تو صحیح راستے پر لگایا جائے یا اس سے زمین واپس لے کر ایسے افراد معاشرہ کی تحویل میں دے دیا جائے جو زمین کا مقصد ——— افادۂ عام ——— پورا کرے۔ (محمد جعفر)